

International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

صفاتِ نبوی ﷺ کی قرآنی تعبیرات اور صفاتِ نبوی ﷺ کا اندازِ بیان ایک تحقیقی جائزہ

A Research Analysis of the Qur'anic Expressions of the Prophetic Attributes and Their Stylistic Presentation

1. Ghulam Murtaza
PhD Scholar, Department of Quranic Studies,
The Islamia University of Bahawalpur, Punjab, Pakistan
Email: ghulammurtaza@gmail.com

2. Prof. Dr. Zia ur Rehman
Chairman, Department of Quranic Studies,
The Islamia University of Bahawalpur, Punjab, Pakistan
Email: zia.rehman@iub.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-4580-7970

To cite this article: Ghulam Murtaza & Prof. Dr. Zia ur Rehman. 2025. "صفاتِ نبوی ﷺ کی قرآنی تعبیرات اور صفاتِ نبوی ﷺ کا اندازِ بیان ایک تحقیقی جائزہ: A Research Analysis of the Qur'anic Expressions of the Prophetic Attributes and Their Stylistic Presentation". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 7 (Issue 1), 57-68.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 7 || January - June 2025 || P. 57-68
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-7-1-5/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.07.01.u5
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	30 June 2025
License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

This study explores the Qur'anic expressions describing the attributes of the Prophet Muhammad ﷺ and the stylistic manner in which these attributes are presented. The Qur'an portrays the Prophet ﷺ not merely as a historical or moral figure but as al-insān al-kāmil (the perfect human being), the embodiment of divine guidance, and the ideal model for all humanity. Through a rich variety of linguistic, rhetorical, and thematic expressions, the Qur'an presents his attributes as a comprehensive system of moral, spiritual, and social guidance. The Qur'anic discourse employs multiple stylistic forms to convey the Prophet's ﷺ qualities. In some verses, his characteristics are expressed explicitly, such as "And to the believers he is kind and merciful" (al-Tawbah: 128), emphasizing his compassion and empathy. In others, the Qur'an uses implicit or metaphorical expressions, such as "And

indeed, you are of a great moral character" (al-Qalam: 4), to highlight his ethical perfection. Similarly, verses like "He recites to them His signs and purifies them" (al-Jumu'ah: 2) reflect his educational, spiritual, and reformative roles. These varying modes of expression reveal the depth and multidimensional nature of Prophetic virtues in the Qur'an. The analysis concludes that the Qur'anic portrayal of the Prophet ﷺ integrates moral excellence, spiritual purity, intellectual wisdom, and social leadership into a unified model of guidance. His attributes serve not only as theological affirmations but also as practical principles for personal development and societal reform. Therefore, understanding these Qur'anic descriptions is essential for appreciating the Prophet's ﷺ universal role as a teacher, leader, and reformer of humanity. The study emphasizes that the Qur'an's presentation of the Prophet's ﷺ attributes remains a timeless source of ethical and spiritual inspiration for individuals and societies alike.

Keywords: Qur'an, Prophetic Attributes, Moral Excellence, Spiritual Guidance, Qur'anic Style, Prophet Muhammad ﷺ, Ethical Model

قرآنِ مجید میں نبی کریم ﷺ کی صفات کا بیان نہ صرف ایک فکری و روحانی مضمون ہے بلکہ یہ وحیِ الٰہی کے اس اسلوب کا مظہر بھی ہے جو انسانیت کے لیے کامل نمونۂ عمل پیش کرتا ہے۔ قرآن مجید نے نبی اکرم ﷺ کی ذات کو محض ایک تاریخی یا اخلاقی شخصیت کے طور پر پیش نہیں کیا، بلکہ آپ ﷺ کی صفات کو ربانی صفات کے مظہر، انسانِ کامل اور ہدایتِ الٰہی کے عملی ترجمان کے طور پر بیان کیا ہے۔ قرآن میں نبی ﷺ کی صفات مختلف اندازِ بیان میں جلوہ گر ہوتی ہیں۔ کہیں ان کی رحمت و شفقت کو اجاگر کیا گیا، کہیں عدل و صدق کے مظاہر کو بیان کیا گیا، کہیں حلم و صبر کی بلندیوں کا ذکر ہے، اور کہیں دعوت و تربیت کے اسالیب کو نمایاں کیا گیا ہے۔ یہ تمام تعبیری جہات دراصل اس قرآنی حکمت کا اظہار ہیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو سورۃ الاحزاب میں ''اُسوۂ حسنہ'' کے طور پر متعارف کرایا۔

قرآنِ حکیم میں صفاتِ نبوی ﷺ کا اندازِ بیان نہایت جامع، فصیح اور بلاغت سے بھرپور ہے۔ بعض آیات میں آپ ﷺ کی صفات کو صریح الفاظ میں ذکر کیا گیا جیسے سورۃ التوبہ میں "بالمؤمنين رؤوف رحيم" جبکہ بعض مقامات پر آپ ﷺ کی صفات کو کنایہ و اشارہ کے انداز میں پیش کیا گیا، مثلاً سورۃ القلم میں "وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ"۔ یہ اسلوبی تنوع اس بات کا مظہر ہے کہ قرآن مجید نبی ﷺ کی شخصیت کو محض بیان نہیں کرتا بلکہ اس کے ذریعے ایمان، اخلاق اور عمل کے اصول مرتب کرتا ہے۔ صفاتِ نبوی ﷺ کی قرآنی تعبیرات کا مطالعہ دراصل اُس جامع پیغام کی تفہیم ہے جو انسان کو روحانی بالیدگی، اخلاقی ارتقاء اور اجتماعی ذمہ داری کے احساس سے روشناس کراتا ہے۔ اس لحاظ سے قرآن میں نبی ﷺ کی صفات کا بیان صرف مدح و ثنا نہیں بلکہ ایک تربیتی و فکری نظام کی تشکیل بھی ہے جو ہر دور کے انسان کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

قرآنِ مجید میں نبی اکرم ﷺ کی متعدد صفات کو بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر آپ ﷺ کی عظمت، کردار، اخلاق اور آپ کی رسالت کی خصوصیات کو ذکر فرمایا ہے۔ چند نمایاں صفات درج ذیل ہیں:

نبی اکرم ﷺ بطور رحمت للعالمین

اللہ ربّ العزت نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو دنیا میں کسی خاص قوم، نسل یا خطے کے لیے نہیں بھیجا۔ آپ کی بعثت کا دائرہ کسی محدود علاقے تک نہیں تھا بلکہ آپ کی ذاتِ اقدس پوری انسانیت اور تمام جہانوں کے لیے سراپا رحمت بن کر آئی۔ قرآن مجید نے اس حقیقت کو ایک نہایت مختصر مگر جامع جملے میں بیان فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۔[1]

"اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

یہاں "العالمین" کا لفظ صرف انسانوں تک محدود نہیں بلکہ جن و انس، مومن و کافر، دوست و دشمن، حیوانات و پرندات، حتیٰ کہ کائنات کی ہر مخلوق اس کے دائرے میں شامل ہے۔ گویا رحمتِ مصطفیٰ ﷺ آفاقی ہے، ہمہ گیر ہے اور ابدی ہے۔ ایمان والوں کے لیے آپ ﷺ سب سے بڑی رحمت اس اعتبار سے ہیں کہ آپ نے انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی عطا کی، گمراہی سے بچایا اور جنت کی راہیں دکھائیں۔ قرآن و حدیث کی تعلیمات، آپ کا اسوۂ حسنہ اور آپ کی دعائیں سب ان کے لیے دنیا و آخرت میں سراپا خیر ہیں۔ یہ آپ ﷺ کی شانِ رحمت ہی تھی کہ جن لوگوں نے آپ کو ستایا، آپ پر ظلم ڈھایا، یہاں تک کہ قتل کرنے کے منصوبے بنائے، آپ نے ان کے لیے بددعا نہیں کی بلکہ ہمیشہ ہدایت کی دعا فرمائی۔ فتح مکہ کے دن جب سب دشمن بے بس کھڑے تھے، تو آپ ﷺ نے صرف یہ فرمایا:

"جاؤ، آج تم پر کوئی گرفت نہیں، سب آزاد ہو۔"

یہ اعلان دنیا کی تاریخ میں رحمت و عفو کی سب سے بڑی مثال ہے۔

آپ ﷺ کی رحمت صرف انسانوں پر نہیں تھی بلکہ حیوانات اور ماحول پر بھی تھی۔ آپ نے جانوروں پر رحم کرنے کی تعلیم دی، درخت کاٹنے سے منع کیا، پرندوں کے گھونسلے اجاڑنے کو ظلم قرار دیا۔ گویا آپ کی تعلیمات ہر مخلوق کے حق میں سراپا رحمت تھیں۔ آپ ﷺ کا سب سے بڑا انعام قرآن مجید ہے، جو قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے ہدایت اور روشنی کا سرچشمہ ہے۔ اس سے بڑی رحمت کوئی اور نہیں ہو سکتی کہ ایک انسان کو ایسا نظامِ زندگی مل جائے جو دنیا و آخرت دونوں کو سنوار دے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی بعثت کی حقیقت کو ایک جملے میں یوں بیان فرمایا:

"إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ "۔[2]

---

1 - Al-Anbiya, 21:107

2 -Al-Hakim, Abu Abdullah Muhammad bin Abdullah bin Al-Bayyi‘, Al-Mustadrak ‘ala al-Sahihayn, Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Beirut, Lebanon, 1st edition, 1411 AH, vol. 1, p. 854.

"بیشک میں تو عطا کی ہوئی رحمت ہوں۔"

یعنی آپ ﷺ کی پوری زندگی، آپ کی دعوت، آپ کی تعلیمات اور آپ کی قیادت سب اللہ کی طرف سے انسانیت کے لیے ایک عظیم تحفہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ذات سراپا خیر ہے، آپ کی زبان سے نکلنے والا ہر لفظ، آپ کے عمل کا ہر پہلو، اور آپ کی قیادت کی ہر جہت انسانیت کے لیے ایک رحمت ہے۔ مؤمنین کے لیے آپ ﷺ ہدایت و جنت کا ذریعہ ہیں، کفار کے لیے فوری عذاب سے بچاؤ ہیں، دشمنوں کے لیے عفو و درگزر ہیں، اور جانوروں و کائنات کے لیے شفقت کا مظہر ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو "رحمت للعالمین" قرار دیا—ایک ایسی رحمت جس کا کوئی دائرہ محدود نہیں اور جس کی خوشبو قیامت تک پھیلتی رہے گی۔

نبی اکرم ﷺ بطور خاتم النبیین

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لیے مختلف ادوار میں انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا۔ ہر نبی اپنی قوم کے لیے اور اپنے وقت کے مخصوص حالات کے مطابق آیا۔ مگر یہ سلسلہ ہمیشہ کے لیے جاری نہیں رہنا تھا بلکہ ایک دن اسے اپنے کمال اور تکمیل کو پہنچنا تھا۔ وہ دن آیا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ مکرم، سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ آپ صرف ایک نبی نہیں بلکہ سلسلۂ نبوت کے آخری نبی ہیں، جن پر اللہ کی طرف سے وحی و ہدایت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔ قرآن مجید نے اس حقیقت کو نہایت واضح الفاظ میں بیان فرمایا:

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۔3

"محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتم (آخری نبی) ہیں۔"

معنویت اور حکمت

یہ آیت اعلان کرتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد اب کسی نئے نبی یا رسول کی گنجائش باقی نہیں۔ آپ ﷺ کے بعد آنے والا ہر شخص خواہ کتنا ہی بڑا عالم یا رہنما کیوں نہ ہو، وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ یہ درحقیقت دین کی تکمیل اور اللہ کے دین کی حفاظت کی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام دينا ۔4

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا، اور اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا۔"

یہ تکمیل اسی وقت ممکن ہوئی جب نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا اور دین اپنی آخری اور کامل شکل میں امت کے حوالے کر دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے خود بھی بارہا اپنی امت کو یہ حقیقت بتائی: آپ ﷺ نے فرمایا:

3 -Al-Ahzab, 33:40
4 - Al-Ma'idah, 5:3

"میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک عمارت جسے خوبصورت بنایا گیا ہو مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو۔ لوگ اسے دیکھ کر تعجب کریں اور کہیں: کاش یہ اینٹ بھی لگا دی جاتی۔ سو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔"[5]

کوئی نبی میرے بعد نہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

"میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔"[6]

نبی اکرم ﷺ پر نبوت ختم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اب آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت، تعلیمات اور قرآن مجید ہی انسانیت کی رہنمائی کے لیے کافی ہیں۔ آپ ﷺ کی سنت اور آپ کا اسوہ ہی قیامت تک ہر انسان کے لیے معیار اور نمونہ ہے اس کے بعد کسی نئے پیغام یا وحی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ نبی اکرم ﷺ کی صفت "خاتم النبیین" اس بات کا اعلان ہے کہ آپ ﷺ ہی آخری رسول ہیں، آپ پر دین مکمل ہو گیا اور شریعت اپنی آخری اور کامل صورت میں دنیا کو عطا کر دی گئی۔ اب قیامت تک ہر راہِ ہدایت آپ ﷺ کی ذات اور آپ کی لائی ہوئی تعلیمات سے وابستہ ہے۔

اسوۂ حسنہ (بہترین نمونہ)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبیِ آخر الزماں ﷺ کو صرف رہنما یا معلم ہی نہیں بنایا بلکہ ایک زندہ نمونۂ عمل قرار دیا۔ قرآنِ پاک میں یہ حکم اور دعوت اسی کے گرد گھومتی ہے جب فرماتا ہے:

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔[7]

بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسول میں اچھا نمونہ ہے۔

یہ آیت صرف ایک تعریف نہیں بلکہ ایک دعوتِ عمل ہے، یعنی ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ رسولِ کریم ﷺ کے طریقِ قول و فعل، اخلاق و معاملات، عبادات و معاملات، ہر ایک پہلو میں اقتداء کریں۔ تفاسیرِ معتبرہ میں اس آیت کو عام طور پر اسی معنی میں سمجھایا گیا ہے: آپ ﷺ کے افعال اور سکنات وہ معیار ہیں جن پر چل کر انسان دنیا و آخرت دونوں میں فلاح پا سکتا ہے۔ جب قرآن ہمیں رسول ﷺ کو اسوۂ حسنہ قرار دیتا ہے تو مراد یہ نہیں کہ صرف بڑے اخلاقی افعال کی نقل کر لو، بلکہ ہر چھوٹی بڑی کیفیت میں آپ ﷺ کی شخصیت کو اپنا معیار بناؤ: صبر میں، رحم و شفقت میں، عدل میں، حلم و بردباری میں، سخاوت و شکر میں، اور حتیٰ کہ روزمرہ کے آداب میں۔ اسی لیے نبیِ کریم ﷺ نے خود فرمایا کہ آپ کی بعثت کا محور عمدہ اخلاق کو مکمل کرنا بھی ہے، یہ فرمان مختلف روایات میں وارد ہوا ہے، اور محدثین نے اسے مختلف کتب میں نقل کیا ہے؛ اس روایت کا سلسلہ معتبر سمجھا جاتا ہے۔ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے گھرانے میں حسنِ سلوک کی اہمیت پر زور دیا:

"خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي "۔[8]

---

5 -Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Isma'il, Sahih al-Bukhari, Darussalam li al-Nashr wa al-Tawzi', 2nd edition, 1419 AH / 1999 CE, Riyadh, Saudi Arabia.

6 -Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Isma'il, Sahih al-Bukhari, Kitab al-Manaqib, Hadith no. 2611.

7 -Al-Ahzab, 33:21

یعنی جس کا گھر والا اس کے ساتھ اچھا ہو وہی تم میں بہتر ہے۔ یہ بھی اسی اسوہ کے عملی پہلو کو واضح کرتی ہے۔

اسوۂ حسنہ کو سمجھنے کے لیے تاریخِ سیرت میں متعدد روشن مثالیں ہیں جنہیں قرآنی حکم کی عملی تصویر کہا جاسکتا ہے:

صلحِ حدیبیہ اور صبرِ مصطفیٰ ﷺ: جب آپ ﷺ نے ہدیبیہ کے موقع پر نرمی، حلم اور صبر اختیار کیا—لوگ اس وقت ناراض بھی ہوئے مگر اسی حکمت نے بعد ازاں بہت سے در کھول دیے اور فتحِ مکیہ کی راہ ہموار ہوئی۔ یہ واقعہ اسوۂ حسنہ کی ایک بڑی جیتی جاگتی مثال ہے۔ فتحِ مکہ اور عام معافی: جب حضرتِ نبی ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے بڑی کرم نوازی اور عفو و درگذر کا مظاہرہ کیا، جس نے دشمنوں کے دل نرم کر دیے اور اسلام کی شفقتی شان کو عیاں کیا۔ یہی وہ منظر ہے جسے تاریخِ اسلام میں رحمت و عفو کی بلند مثال مانا جاتا ہے۔

گھریلو معاملات میں حسنِ سلوک: آپ ﷺ بچوں، عورتوں، غلاموں، پڑوسیوں اور حتیٰ کہ کمزور جانوروں کے ساتھ رحم و شفقت کا مظاہرہ فرماتے، یہی چھوٹے مگر مستقل عملی اوصاف امت کے لیے نمونۂ عمل بن گئے۔ جب انسان نبیِ کریم ﷺ کو اسوۂ حسنہ کے طور پر اپنا لیتا ہے تو اس کے فردی اور اجتماعی دونوں پہلو بدل جاتے ہیں: ذاتی طور پر یہ تقویٰ، ادب، اعتدال اور محبتِ حق کی عادت پیدا کرتا ہے؛ اجتماعی طور پر یہ عدل، رواداری، صلح پسندی اور انسانیت کے ساتھ ہمدردی کو فروغ دیتا ہے۔ اسی وجہ سے قرآن نے اقتداءِ نبی کو وہ راستہ بتایا جو امت کو امن، سکون اور سعادت ایک ساتھ بخشے گا۔ ہمیں سیدِ کونین ﷺ کو صرف پیروی کے لیے نہیں بلکہ زندہ معیارِ عمل بنانے کا حکم دیتی ہے۔ احادیثِ نبویہ اور سیرتِ مبارکہ اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ہر منظرِ زندگی میں ایسی عملی مثالیں ثبت کیں جو ہر دور کے انسان کے لیے رہنمائی ہیں۔ تاریخِ سیرت (صلحِ حدیبیہ، فتحِ مکہ وغیرہ) وہ روشن نمونے ہیں جہاں اسوۂ حسنہ نے معاشروں کو تبدیل کیا۔

خلقِ عظیم کے مالک

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے اخلاق و کردار کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ -9

"اور بے شک آپ (ﷺ) بلند ترین اخلاق کے مالک ہیں۔"

یہ آیت نبی کریم ﷺ کے اخلاقی مقام اور عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے نازل ہوئی۔ اس میں صرف یہ نہیں کہا گیا کہ آپ اچھے اخلاق کے مالک ہیں بلکہ لفظ "عَظِيمٍ" کے ذریعے اعلان کیا گیا کہ آپ ﷺ کے اخلاق اپنی بلندی اور جامعیت میں انسانی دائرے کی انتہا ہیں۔ علماء نے "خلقِ عظیم" کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا ہے:

---

8 -Muslim, Muslim bin al-Hajjaj bin Muslim al-Qushayri, Sahih Muslim, Darussalam li al-Nashr wa al-Tawzi', 2000 CE, Riyadh, Saudi Arabia, Hadith no. 2471.

9 - Al-Qalam, 68:4

قرآن کا چلتا پھرتا نمونہ : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب نبی ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

"كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ "۔[10]

یعنی "آپ ﷺ کا اخلاق ہی قرآن تھا۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں بیان کی گئی ہر ہدایت، ہر اخلاقی تعلیم، ہر صفتِ کمال—سب نبی اکرم ﷺ کی ذات میں مجسم نظر آتی تھی۔ خلقِ عظیم" کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اخلاق کسی ایک پہلو تک محدود نہیں تھے بلکہ عبادات، معاملات، معاشرت، سیاست، قیادت، دعوت، اور ذاتی و گھریلو زندگی کے ہر دائرے میں سب سے بلند اور کامل تھے۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلو "خلقِ عظیم" کی زندہ مثالیں ہیں: صبر و برداشت : مکہ کے کفار نے اذیتیں دیں، طعنہ زنی کی، پتھر برسائے، لیکن آپ ﷺ نے بدلہ لینے کے بجائے صبر اور دعا کا راستہ اختیار کیا عفو و درگزر : فتحِ مکہ کے موقع پر جب دشمن آپ کے سامنے بے بس تھے، تو آپ ﷺ نے اعلان فرمایا:

"آج تم پر کوئی گرفت نہیں، جاؤ! تم سب آزاد ہو۔ "۔[11]

رحم و شفقت : آپ ﷺ بچوں سے کھیلتے، یتیموں پر دستِ شفقت رکھتے، غلاموں کے ساتھ برابری کا سلوک فرماتے اور جانوروں کے حقوق کا خیال رکھتے۔ سادگی اور انکساری : باوجود اس کے کہ آپ ﷺ اللہ کے محبوب اور حاکمِ مدینہ تھے، لیکن اپنے کپڑے خود سی لیتے، بکری کا دودھ خود دوہتے اور زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ احادیث میں اخلاقِ نبوی ﷺ کے بارے میں پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الأَخْلاَقِ "۔[12]

"مجھے بھیجا ہی اس لیے گیا ہے کہ میں اخلاقِ حسنہ کو کامل کر دوں۔"

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اخلاق میں سب سے بہتر ہے ۔[13]"

نبی کریم ﷺ کے "خلقِ عظیم" سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دینِ اسلام کا اصل حسن اخلاق میں ہے۔ ایک مسلمان کی پہچان صرف عبادات میں نہیں بلکہ اس کے حسنِ اخلاق، نرم مزاجی، انصاف اور رحم دلی میں ہے۔ اسی لیے قرآن نے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کو "عظیم "قرار دیا تاکہ امت کے لیے یہ واضح ہو جائے کہ کامیابی کا راستہ صرف اسی اسوہ کی پیروی میں

10 -Al-Tabarani, Abu al-Qasim al-Tabarani, Al-Mu‘jam al-Saghir, Al-Maktab al-Islami – Dar ‘Ammar, 1st edition, 1405 AH / 1985 CE, Beirut, vol. 5, p. 980.

11 -Al-Muttaqi al-Hindi, Ali bin Husam al-Din, Kanz al-‘Ummal fi Sunan al-Aqwal wal-Af‘al, Mu’assasat al-Risalah, 1989 CE, Beirut, vol. 2, p. 985.

12 -Muslim, Muslim bin al-Hajjaj bin Muslim al-Qushayri, Sahih Muslim, Hadith no. 864.

13 -Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Isma‘il, Sahih al-Bukhari, Hadith no. 2451.

ہے قرآن نے نبی کریم ﷺ کو "خلقِ عظیم" کا مالک قرار دے کر ان کے اخلاقی کمال کو بلند ترین درجہ دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "آپ کا اخلاق قرآن تھا۔" آپ ﷺ کی پوری زندگی صبر، عفو، رحم، شفقت، عدل اور انکساری کا عملی مظہر تھی۔ آپ ﷺ کا مشن ہی یہ تھا کہ اخلاقِ حسنہ کو کامل کر کے دنیا کے سامنے بہترین نمونہ پیش کریں۔

شاہد، مبشر اور نذیر

نبی کریم ﷺ بحیثیت شاہد، مبشر اور نذیر ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بنیادی مقاصد اور فرائض یوں بیان فرمائے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۔14

"اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہی دینے والا، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔"

یہ آیت رسالتِ محمدی ﷺ کے تین بڑے پہلو واضح کرتی ہے، جو امت کی رہنمائی اور اصلاح کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ شاہد" کے معنی ہیں گواہی دینے والا۔ نبی ﷺ قیامت کے دن اپنی امت اور دیگر اقوام پر یہ گواہی دیں گے کہ اللہ کی ہدایت ان تک پہنچادی گئی۔ قرآن میں ہے:

لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۔15

"تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ ہوں۔"

آپ ﷺ کی زندگی میں بھی یہ "شہادت" ظاہر ہوئی: آپ نے قول و فعل دونوں سے دینِ حق کی گواہی دی اور عملاً ثابت کیا کہ وحی الٰہی پر مبنی زندگی کیسی ہوتی ہے۔

مُبَشِّرًا (خوشخبری دینے والا)

"مبشر" یعنی وہ جو ایمان اور عملِ صالح والوں کو خوشخبری دے۔ آپ ﷺ نے اہلِ ایمان کو اللہ کی رضا، جنت اور مغفرت کی بشارت دی۔ قرآن میں ہے:

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ ۔16

"ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو خوشخبری دے دو کہ ان کے لیے باغات ہیں۔"

اس بشارت نے کمزور اور مظلوم مسلمانوں کو صبر، امید اور استقامت عطا کی۔

"نذیر" کا مطلب ہے خبردار کرنے والا۔ نبی ﷺ نے لوگوں کو اللہ کے عذاب اور آخرت کے حساب سے ڈرایا۔ یہ ڈرانا دراصل محبت اور ہمدردی کا اظہار تھا تاکہ لوگ گناہوں سے بچیں اور حق کی طرف لوٹ آئیں۔ قرآن میں کئی مقامات پر یہی پہلو نمایاں ہے ان تین صفات کا مجموعہ رسالتِ محمدی ﷺ کی مکمل تصویر پیش کرتا ہے:

14 - Al-Ahzab, 33:45
15 - Al-Baqarah, 2:143
16 - Al-Baqarah, 2:25

- "شاہد" ہونا—دینِ حق کی عملی گواہی اور امت پر حجت۔
- "مبشر" ہونا—ایمان والوں کے لیے رحمت اور امید کا سرچشمہ۔
- "نذیر" ہونا—غافلوں اور منکروں کو بیدار کرنے والا۔

یوں نبی کریم ﷺ کی دعوت میں رحمت اور خوف، بشارت اور انذار، امید اور تنبیہ سب یکجا ہیں۔ قرآن نے نبی ﷺ کو شاہد) گواہ(، مبشر (خوشخبری دینے والا) اور نذیر (ڈرانے والا) قرار دیا۔ یہ تین پہلو رسالت کے جامع فرائض کو ظاہر کرتے ہیں: دین کی گواہی دینا، ایمان والوں کو جنت کی بشارت دینا، اور نافرمانوں کو عذاب سے ڈرانا۔ یہی توازن اسلام کا حسن ہے—جہاں محبت و رحمت کے ساتھ ساتھ عدل و حساب کی تنبیہ بھی موجود ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید میں اپنے محبوب نبی ﷺ کی بعثت کے عظیم مقاصد کو نہایت جامع اور بلیغ اسلوب میں بیان فرمایا ہے۔ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 46 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا۔[17]

"اور ہم نے آپ کو اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور ایک روشن چراغ بنایا ہے۔"

یہ آیتِ مبارکہ نہ صرف رسالتِ محمدی ﷺ کے بنیادی منصب کو واضح کرتی ہے بلکہ آپ کی دعوت کے دائرہ کار اور اس کے اثرات کو بھی نمایاں کرتی ہے۔ یہاں نبی کریم ﷺ کی دو عظیم صفات بیان ہوئیں: داعی الی اللہ اور سراجاً منیراً۔ نبی کریم ﷺ کی دعوت کا بنیادی نکتہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اسی کی بندگی کی طرف رجوع تھا۔ آپ ﷺ کی دعوت کسی قومیت، نسل یا دنیاوی مفاد کے لیے نہ تھی بلکہ خالصتاً ربِ کائنات کی طرف بلانے کے لیے تھی۔ جیسا کہ ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي۔[18]

"کہہ دیجیے: یہ میرا راستہ ہے، میں بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں بھی اور وہ بھی جس نے میری پیروی کی۔"

یہاں واضح ہو گیا کہ آپ ﷺ کی دعوت کا مقصد انسان کو مخلوق کی غلامی سے نکال کر خالق کی بندگی میں لانا تھا۔

نبی کریم ﷺ کی دعوت کسی ایک خطے یا طبقے تک محدود نہ تھی بلکہ عالمگیر تھی۔ آپ ﷺ کی رسالت کا پیغام پوری انسانیت کے لیے رحمت اور ہدایت کا سرچشمہ تھا۔ قرآن میں بارہا اس حقیقت کو بیان کیا گیا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا۔[19]

"اور ہم نے آپ کو سب انسانوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

17 - Al-Ahzab, 33:46
18 - Yusuf, 12:108
19 - Saba', 34:28

اس سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی دعوت نسل، رنگ، زبان یا قومیت کی قید سے بالا تر ہو کر تمام بنی نوع انسان کے لیے تھی۔ نبی کریم ﷺ کی دعوت کا نمایاں پہلو اس کا اسلوب اور انداز تھا۔ آپ ﷺ نے کبھی سختی یا جبر سے دین کو عام نہ کیا بلکہ حکمت، نرمی اور اخلاق کے ذریعے دلوں کو جیتا۔ مکہ کے مشرکین کی سختیوں پر آپ ﷺ نے صبر کا مظاہرہ کیا۔ طائف کے واقعہ میں جب دشمنوں نے آپ کو لہولہان کر دیا تو بد دعا دینے کے بجائے ہدایت کی دعا فرمائی۔ قرآن نے بھی اس دعوتی منہاج کو واضح کیا:

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔[20]

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے بحث کرو ایسے طریقے سے جو بہترین ہو۔"

یہی حکمت اور رحمت پر مبنی دعوت تھی جس نے پتھر دل دشمنوں کو بھی اسلام کا وفادار بنا دیا۔

آیت میں نبی کریم ﷺ کو "سراجاً منیراً" یعنی "روشن چراغ" کہا گیا۔ چراغ کی دو خصوصیات ہیں: وہ خود روشن ہوتا ہے۔ دوسروں کو روشنی عطا کرتا ہے آپ ﷺ کی ذات اقدس بھی اسی طرح ہدایت کا منبع ہے۔ آپ کی سیرت، آپ کا اخلاق، آپ کا طرزِ زندگی ہر دور کے انسانوں کے لیے روشنی اور رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ یہ روشنی قرآن و سنت کی شکل میں آج بھی باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گی۔ نبی کریم ﷺ کی دعوت آج کے داعیانِ دین کے لیے بھی ایک جامع منہاج فراہم کرتی ہے۔ داعی کو صرف اللہ کی طرف بلانا ہے، نہ کہ اپنے نفس یا گروہ کی طرف۔ دعوت حکمت، صبر اور نرم دلی کے ساتھ ہو۔ دعوت امید (بشارت) اور خوف (انذار) کے توازن پر مبنی ہو۔ داعی کو اپنی شخصیت اور کردار سے بھی روشنی پھیلانی چاہیے، تاکہ اس کی عملی زندگی خود "سراجاً منیراً" کی جھلک پیش کرے۔

"داعی الی اللہ" ہونا نبی کریم ﷺ کی بعثت کا بنیادی وصف ہے۔ آپ ﷺ نے توحید اور اللہ کی بندگی کی طرف بلایا، اپنی دعوت کو بصیرت، صبر اور رحمت سے مزین کیا اور اپنی ذات کو چراغِ ہدایت بنایا۔ یہی وہ جامع دعوت ہے جس نے ظلمتوں کو نور میں بدل دیا اور دنیا کو عدل و انصاف، اخلاق و روحانیت اور امن و رحمت کا پیغام دیا۔

مشفق اور رؤف و رحیم

قرآنِ مجید میں رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کو مختلف اوصاف و خصائص کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، لیکن سورۃ التوبہ کی آیت 128 آپ ﷺ کی امت پر شفقت اور مہربانی کی ایک بے مثال تصویر پیش کرتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ۔[21]

"یقیناً تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول تشریف لائے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان پر شاق گزرتی ہے، تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند ہیں، مومنوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہیں۔"

20 - Al-Nahl, 16:125
21 - Al-Tawbah, 9:128

اللہ تعالیٰ نے فرمایا" :مِّنْ أَنفُسِكُمْ "یعنی رسول ﷺ تمہاری اپنی جانوں میں سے ہیں۔

یہ جملہ اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ آپ ﷺ کسی اجنبی قوم یا غیر مانوس شخصیت کے طور پر نہیں آئے، بلکہ امت ہی کے فرد، انہی کے قبیلے اور انہی کی زبان میں مبعوث ہوئے۔اس سے آپ ﷺ کی دعوت کے اثر کو گہرا کرنے اور دلوں میں مقبول بنانے کی حکمت واضح ہوتی ہے۔

امت کے دکھ درد کا احساس

"عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ "کے الفاظ اس حقیقت کو بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دل کو امت کی مشقت اور تکلیف گراں گزرتی تھی۔جب مسلمان غربت یا بیماری میں مبتلا ہوتے، آپ ﷺ ان کے لیے فکر مند رہتے۔ کفار کی ہٹ دھرمی پر آپ ﷺ کا دل اس قدر رنجیدہ ہوتا کہ قرآن نے فرمایا:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ[22]

"شاید آپ اپنے آپ کو اس غم میں ہلاک کر ڈالیں کہ یہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا" :حَرِيصٌ عَلَيْكُم"۔

آپ ﷺ کی پوری زندگی اس بات کی عملی گواہ ہے کہ آپ امت کی ہدایت اور بھلائی کے سب سے بڑے خواہش مند تھے۔آپ ﷺ راتوں کو اٹھ کر امت کے لیے دعا کرتے، ان کی مغفرت طلب کرتے اور ہر حال میں ان کی آسانی کے خواہاں رہتے۔ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"میری اور تمہاری مثال ایسے ہے جیسے آگ جل رہی ہو اور پروانے اس میں گر رہے ہوں، اور میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے بچا رہا ہوں۔"۔[23]

آیت کے آخر میں فرمایا گیا" :بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ"۔رؤوف "انتہائی شفقت اور نرمی کو کہا جاتا ہے۔رحیم "وہ ہے جو بار بار رحمت کرے اور جس کی مہربانی لازوال ہو۔یہ دونوں صفات اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہیں، لیکن بطور صفت نبی اکرم ﷺ کے لیے بھی استعمال کی گئیں، تاکہ یہ حقیقت واضح ہو کہ آپ ﷺ اللہ کی رحمت کا مظہر اور بندوں پر شفقت کی عملی تفسیر ہیں۔غزوۂ احد میں صحابہ کرام زخمی ہوئے تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ نے فرمایا : "اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے، یہ نہیں جانتے۔" مدینہ میں جب صحابہ بھوک سے نڈھال تھے تو آپ ﷺ نے خود بھی سختی برداشت کی اور ان کے ساتھ بھوک تقسیم کی۔ایک صحابی نے نماز میں قراءت طویل کر دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا : "لوگوں کو آسانی دو، مشکل میں نہ ڈالو۔"

22 - Al-Shu‘ara’, 26:3

23 -Muslim, Muslim bin al-Hajjaj bin Muslim al-Qushayri, Sahih Muslim, Hadith no. 2851

یہ آیت نبی کریم ﷺ کی امت پر شفقت اور مہربانی کو جامع انداز میں بیان کرتی ہے۔ آپ ﷺ اپنی امت کے قریب تھے، ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے، ان کی بھلائی کے خواہاں رہتے اور ان پر بے مثال شفقت اور رحمت فرماتے۔ "رؤف" اور "رحیم" جیسی صفات کا آپ ﷺ کے لیے ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ آپ سراپا خیر خواہی اور مجسم رحمت ہیں

خلاصہ

قرآنِ مجید میں صفاتِ نبوی ﷺ کا بیان ایک ہمہ گیر اور جامع موضوع ہے جو نبی اکرم ﷺ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ واضح کرتا ہے۔ قرآنِ حکیم نے رسولِ اکرم ﷺ کو محض ایک تاریخی یا اخلاقی رہنما کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ کو کامل انسان (انسانِ کامل)، ربانی تعلیمات کے مظہر اور امت کے لیے کامل نمونۂ عمل کے طور پر متعارف کرایا ہے۔ قرآنی تعبیرات میں صفاتِ نبوی ﷺ کو مختلف انداز میں پیش کیا گیا ہے یہ قرآنی اندازِ بیان نبی ﷺ کی صفات کو نہ صرف اخلاقی اور روحانی بنیادوں پر اجاگر کرتا ہے بلکہ اس میں دعوت، قیادت، تربیت، عدل، حلم، صدق اور امانت جیسے اوصاف کو بھی جامع طریقے سے بیان کیا گیا ہے۔ قرآنِ مجید میں صفاتِ نبوی ﷺ کا اسلوبِ بیان محض تعریف یا توصیف تک محدود نہیں بلکہ ایک مکمل نظامِ ہدایت اور اصلاحِ معاشرہ کی تشکیل کرتا ہے۔ ان صفات کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی سیرت دراصل قرآن کی عملی تعبیر ہے، اور قرآنِ کریم نے ان اوصاف کو انسانی کردار سازی، روحانی تربیت، اور اجتماعی عدل کے قیام کے لیے بنیادی اصولوں کے طور پر پیش کیا ہے۔ یوں صفاتِ نبوی ﷺ کی قرآنی تعبیرات دراصل ایک ایسی فکری و اخلاقی روشنی فراہم کرتی ہیں جو نہ صرف مومن کی انفرادی زندگی بلکہ پوری انسانی تہذیب کے لیے دائمی ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)